جلد ۲۹ | ۲۹ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش | ۵ ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ | ۲۹ ماہ اگست ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۹۷



## غیر مبائعین کا تبلیغی پروگرام

اخبار "پیغام صلح" میں کچھ عرصے سے ایک تبلیغی پروگرام کا بہت چرچا ہے۔ اس کا مقصد یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ ایک سال کے اندر کم سے کم دس ہزار غیر احمدیوں کو اپنے ساتھ شامل کیا جائے۔ اس پر بعض مسلمان اخبارات نے کچھ اعتراضات کئے۔ اور معاصر موصوف نے بعض پرچوں میں ان کے جواب دیئے ہیں۔ اخبار "ایمان" نے لکھا تھا۔ کہ "یہ تبلیغ ہے۔ یا اندرونی کشمکش"۔ "پیغام صلح" ۲۲۔ اگست نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:-

"ہم حرب عقائد کا تماشا دنیا کو نہیں دکھانا چاہتے۔ بلکہ ایک خالص اسلامی جماعت کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے وسیع اور منظم کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضرت امام عصر حاضر کے انفاس طیبہ سے ان کے قلوب میں وہ ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جس ایمان کے بغیر مسلمانوں کے مصائب دور نہیں ہو سکتے۔ اور نہ بیرونی فتوحات کے دروازے کھل سکتے ہیں"

کیا "پیغام صلح" بتا سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ان لوگوں کے (جنہیں پیغام مسلمان سمجھتا ہے) مصائب دور کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اور کیا آپ کی ذات پر ایمان بیرونی فتوحات کے دروازے ان پر نہیں کھول سکتا۔ اہل پیغام جماعت احمدیہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ اس میں داخل شدہ لوگ غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں قرار دیتے۔ اور اپنی گوناگوں مصلحتوں کی وجہ سے اپنے متعلق یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی وجہ سے وہ کسی کو خارج از اسلام نہیں سمجھتے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب غیر مبائعین کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو وہ ایمان حاصل نہیں۔ جو ان کو عیوب سے پاک کر کے ان کے لئے فتوحات کے رستے کھول سکے۔ تو ان کو اگر ظاہری لحاظ سے مسلمان کہہ بھی لیں۔ تو اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ نتیجہ تو وہی رہا۔ جو ہم پیش کرتے ہیں۔ وہ ایمان جو مسلمانوں کو عیوب سے پاک نہیں کر سکتا۔ ان کے تنزل وادبار کو دور کر کے انہیں شاہراہ ترقی پر نہیں لا سکتا تو وہ ایمان ہی کیا ہوا۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہی ہیں۔ کہ یہ لوگ صرف رسمی مسلمان ہیں۔ حقیقی ایمان ان کے اندر موجود نہیں۔ اور وہ ایمان" حضرت امام عصر حاضر کے انفاس طیبہ سے ہی ان کے قلوب میں پیدا" کیا جا سکتا ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ایک تازہ ٹریکٹ بعنوان "کھلی چٹھی بنام جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پیشوائے جماعت قادیان" میں لکھا:-

"آپ نے شریعت محمدیہ کو بدل دیا ہے۔ آپ کی شریعت اب محمد رسول اللہ کی شریعت نہیں رہی۔ اس لئے کہ محمد رسول اللہ کی شریعت کا بنیادی پتھر یہ تھا۔ کہ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ آپ کی شریعت کا بنیادی اصول ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت پر ایمان"

لیکن جب خود "پیغام صلح" کو اعتراف ہے۔ کہ وہ ایمان جو مسلمانوں کے روحانی مصائب کو دور کر سکے۔ اور ان پر بیرونی فتوحات کے دروازے کھول سکے۔ بغیر حضرت امام عصر حاضر کے انفاس طیبہ کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوا۔ کہ مسلمانوں کے اندر ایمان موجود نہیں۔ ایمان کا مقصد تو یہی ہے۔ کہ انسان کو عیوب سے پاک کر کے روحانی اور دنیاوی فتوحات اور ترقیات کے دروازے کھولے۔ اور جس صورت میں اس ایمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا جائے۔ تو غیر مبائعین کا مسلمان کہلانے والوں کو مسلمان قرار دینا کیا حقیقت رکھتا ہے حقیقت واضح ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے مسلمانوں کے اندر ایمان کی کمزوری کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کا دعوےٰ ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے اندر ایمان مطلقاً موجود ہی نہیں۔

اسی سلسلہ پر اخبار "صدق" لکھنؤ نے ایک اعتراض یہ کیا تھا۔ کہ "قادیان کے غالیوں کے مسلسل طعن کے جواب میں یہ مانا۔ کہ لاہور کو بھی کثرت تعداد پر توجہ ناگزیر ہو گئی۔ لیکن یہ کیا ضرور تھا۔ کہ اس ضرورت کو مسلمانوں کے سواد اعظم ہی پر چھاپا مار کر پورا کیا جاتا۔ اور "پیغام صلح" کے دعوے کو پیغام جنگ میں تبدیل کر دیا جاتا"۔

چونکہ چوٹ نہایت سخت تھی۔ اور غیر مبائعین کے ان تمام دعووں پر پانی پھیرنے والی جو عام مسلمانوں کو حقیقی مسلمان سمجھنے کے متعلق کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے کوئی معقول جواب بن نہ آیا۔ اور جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اپنی ترقی کا جھوٹا دعوےٰ پیش کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"قادیانیوں کے طعن کا ہم پر کیا اثر ہوسکتا ہے۔ جن کی تبلیغی مساعی کے خانہ میں صفر ہے۔ ہمارے کام کے مقابلہ میں ان کا کام جو ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور دنیا اسے خوب جانتی ہے۔ ہمیں اس پر چنداں روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اور بغیر اشاعت اسلام کے صرف بھرتی کی ہمیں ضرورت نہیں"۔

کیا خوب غیر مبائعین کے نزدیک "قادیانیوں کی تبلیغی مساعی کے خانہ میں صفر ہے"۔ لیکن ہم نے بارہا انہیں جو یہ چیلنج کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے اندر شامل ہونے والوں کے مقابلہ میں اپنی ساری عمر کے اندر شریک ہونے والوں کی تعداد کا مقابلہ کرلیں۔ اسے آجتک کیوں کبھی قبول نہیں کیا گیا۔ اب تو "پیغام صلح" نے اپنے ساتھ شامل ہونے والوں کی فہرست بھی شائع کرنی شروع کردی ہے۔ اسی کو سامنے رکھ کر دیکھ لیا جائے۔ کہ جنوری ۱۹۴۱ء سے لے کر [illegible] ان کے ساتھ کس قدر لوگ شامل ہوئے۔ اور جماعت احمدیہ میں کتنے جن کی فہرستیں "الفضل" میں شائع ہوچکی ہیں اس سے اندازہ ہوجائے گا۔ کہ کس کے خانہ میں صفر ہے اور کون ترقی کر رہا ہے۔

"پیغام صلح" نے "بھرتی کی ہمیں ضرورت نہیں" کہہ کر یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ غیر مبائعین عام لوگوں کو کسی شمار و قطار میں نہیں سمجھتے۔ ایسے لوگ اگر خواہش بھی کریں۔ کہ انہیں اپنے ساتھ ملا لیا جائے۔ تو غیر مبائعین انہیں نہایت نفرت و حقارت کے ساتھ دھتکار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہایت اعلیٰ پایہ کے لوگوں کو قبول کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اول تو ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا نور ایمان اور صداقت اسلام صرف انہی لوگوں سے مخصوص ہے جو بڑی بڑی ڈگریاں رکھتے ہوں۔ بڑے مالدار ہوں۔ بڑے صاحب رسوخ ہوں پھر کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ اسلام کے بارے میں یہی اسوۂ حسنہ تھا کہ آپ صرف چیدہ چیدہ اور دنیوی لحاظ سے اعلیٰ پایہ رکھنے والوں کو داخل اسلام کرتے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو غیر مبائعین کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس چیز کا نام وہ تبلیغ اسلام رکھتے ہیں۔ اس کا اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے :

لیکن یہ بھی صرف کہنے اور اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کی بات ہے کہ غیر مبائعین بھرتی نہیں کرتے وہ تو احمدیت کے مخصوص عقائد اور ضروری احکام کو محض اس لئے ترک کرچکے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ انہیں ایک عام سوسائٹی سمجھ کر ان کے ساتھ شامل ہوسکیں۔ مگر اسمیں بھی انہیں قطعاً کامیابی نہیں ہوئی۔

پھر ہم تو اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ غیر مبائعین جس لحاظ سے بھی چاہیں اپنے ساتھ شامل ہونیوالوں کا مقابلہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونیوالوں سے کرلیں۔ دینی اور دنیوی تعلیم کے لحاظ سے۔ دنیوی رتبہ اور منصب کے لحاظ سے۔ اثر و رسوخ کے لحاظ سے۔ دین کے لئے قربانی کرنے کے لحاظ سے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے لحاظ سے غرض جس لحاظ سے بھی چاہیں مقابلہ کرلیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے ہزیمت انکو ہی اٹھانا پڑیگی

## مدینۃ المسیح

قادیان ۲۷ ظہور ۱۳۲۰ ہش۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔ الحمد للہ

مولوی محمد یار صاحب عارف قصور سے واپس آگئے ہیں :

والدہ شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ سکنہ محلہ دارالبرکات آج بعمر ۷۰ سال فوت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی جائے :

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

## زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی پرستش ہے

"انسان کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اس کی عمر دراز ہو۔ مگر لمبی زندگی وہ اسی لئے چاہتا ہے۔ کہ عمدہ کھانا ہو عمدہ پہننا ہو۔ ہر ایک ضرورت اسے میسر ہو۔ عمدہ کھیتی ہو۔ جائداد ہو۔ بیوی ہو بچے ہوں۔ اگر انہی ارادوں پر وہ لمبی زندگی چاہتا ہے تو پھر اس میں خدا کا دخل تو نہیں ہے۔ خدا تو فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ ہم نے جن و انس کو اسی لئے پیدا کیا۔ کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ یعنی زندگی کا مقصد خدا کی پرستش ہے۔ مگر یہاں رات دن یا تو بیوی کی پرستش ہے۔ یا یہ فکر ہے کہ اولاد کو لنڈن بھیجکر تعلیم دلائیں۔ یا پیٹ کی پرستش ہے۔ غرضکہ ارادہ اور غرض ہی اور ہے۔ اس کی مثال بعینہٖ یہ ہے کہ ایک باغبان نے ایک شخص کو باغ میں بھیجا۔ کہ وہاں جاکر آبپاشی کرے۔ زمین کو درست کرے۔ دائرے وغیرہ جو باغ کے ہیں۔ ان کو ٹھیک کرے۔ لیکن اس نے باغ میں آکر اور تو کچھ نہ کیا صرف اچھے اچھے پھلوں کو کاٹ دیا۔ آبپاشی کے بدلے یہ کیا کہ باغ کو بالکل خشک کردیا۔ اور ناجائز طور پر مال بیچ دیا۔ تو کیا وہ باغ کا مالک اسے انعام دیوے گا۔ اسی طرح خدا نے اس لئے پیدا کیا تھا۔ کہ سب سے قطع تعلق کرکے میری طرف رجوع ہوتا اور کھانا پینا۔ بیوی بچے وغیرہ یہ سب ایسے تھے جیسے دم لینے کیلئے گھوڑوں کو راستہ میں آرام دیتے ہیں۔ نہاری کھلاتے ہیں کہ آگے چلنے کی قوت اس میں پیدا ہو۔ یہ غرض ہرگز نہ تھی کہ کھانے پینے اور عیش و عشرت کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو۔ یہ سب اسلام کے برخلاف ہے۔ اور ہرگز خدا کا یہ مقصود نہیں ہے۔ جب یہ حالت ہے تو بتلاؤ خدا کو ایسے شخص کے زندہ رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے شیخ سعدی نے کیا عمدہ کہا ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است"

---

اپنے ایمان۔ اپنے عمل اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے گزشتہ جماعتوں سے پیچھے نہیں بلکہ آگے بڑھنے والے تحریک جدید کے پانچہزاری مجاہد اپنے وعدے یکم ستمبر ۵ بجے شام تک مرکز میں داخل کرکے رضاء الٰہی حاصل کریں :

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

---

## ایک تبلیغی دورہ کے متعلق اعلان

مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی چند دن کے لئے حسب ذیل مقامات کا تبلیغی دورہ کرنے والے ہیں۔ شاہدرہ۔ کالاشاہ کاکو۔ گوجرانوالہ۔ لدھے والا۔ کوٹ قاضی۔ بوتالہ۔ بھکو کے مدن چک۔ ادھو والی۔ کوٹ کیبیاں۔ ہرچوکے۔ حافظ آباد۔ ونیکے تارڑ۔ ان مقامات کی جماعتیں مولوی صاحب کی آمد سے تبلیغی فائدہ حاصل کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

## چاروں امتحانوں میں شامل ہونیوالے بچے

اطفال احمدیہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ ہر امتحان کے لئے سندیں دینے کی بجائے چاروں امتحانوں کی اکٹھی سند دی جائے گی۔ اس لئے ان بچوں کو جو گزشتہ امتحان میں شامل ہوئے تھے چاہیئے کہ وہ آئندہ امتحانوں میں بھی اسی جوش و خروش کے ساتھ شریک ہوں۔ محبوب عالم خالد مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ

# لنڈن میں تعمیر مسجد کیلئے پچاس سالہ کوششوں کا نتیجہ

"انگلستان میں اسلام" کے عنوان سے اخبار "شہباز" (۲۲ اگست) میں ایک مضمون سردار اقبال علی شاہ صاحب کے قلم سے شائع ہؤا ہے۔ جس میں بعض باتیں ایسی لکھی گئی ہیں۔ کہ ان کا مطالعہ جماعت احمدیہ کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوسکتا ہے۔ لکھا ہے:-

"کوئی پچاس سال سے مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اس کوشش میں ہیں۔ کہ لنڈن میں ایک مسجد تعمیر کرنے کی صورت نکل آئے۔ سب سے پہلے کلکتہ ہائیکورٹ کے مشہور جج سید امیر علی نے جو پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے پہلے مسلمان ممبر تھے۔ کوشش کی۔ سرمایہ جمع کرنے کا کام ۱۹۱۰ء میں شروع ہوگیا۔ مگر اس کام کو پورا کرنے سے پہلے ہی سید صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ۱۹۔ نومبر ۱۹۲۶ء کو یہ کل سرمایہ جو اس وقت ۱۰۴۱۷ پونڈ تھا۔ وقف کی صورت میں منتقل کر دیا گیا۔ نظامیہ مسجد کی تحریک کو سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے لئے ایک انگریز نومسلم لارڈ ہیڈلے مرحوم نے ہندوستان کا سفر کیا۔ جہاں سے ستر ہزار پونڈ عطیات جمع کئے۔ اس میں ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام۔ اور ان کے امراء نے سب سے زیادہ حصہ لیا۔ اور کوئی ساٹھ ہزار پونڈ عطا کئے۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو اس کا بھی وقف نامہ ہوگیا۔ ۲۷۔ ہزار پونڈ کی قیمت کا ایک قطعۂ زمین بھی خرید لیا گیا۔ ولی عہد ریاست حیدر آباد نے ۴۔ جون ۱۹۳۷ء کو اس کا سنگِ بنیاد بھی رکھدیا۔ مگر سرمایہ کی کمی کی وجہ سے ہنوز تعمیر کا کام شروع نہیں کیا جاسکا"!

ان سطور کو پڑھ کر ہر احمدی کا دل شکر و امتنان کے جذبات سے بھر جائے گا۔ اور اس کا سر آستانۂ الٰہی پر سجداتِ شکر بجا لانے کے لئے جھکے گا۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم۔ اور اپنی ذرّہ نوازی سے اسے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت عطا کی۔ جس کی خواتین نے ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں وُہ کام نہایت شاندار طور پر پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی توفیق پائی۔ جسے تمام مسلمان جن میں بڑے بڑے تاجدار، حکمران۔ اور رؤساء بھی ہیں۔ گزشتہ پچاس سالہ کوشش کے باوجود سرانجام نہیں دے سکے۔ اور اس بات کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ اسّی ہزار پونڈ کی خطیر رقم کے فراہم ہونے کے باوجود یہ کام شروع بھی نہیں کیا جاسکا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس مبارک کام میں تقدیم کی سعادت اس غریب جماعت کے لئے مقدر کر رکھی تھی۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا۔ اور پھر جس نے عملی طور پر دُنیا میں اشاعتِ اسلام اور مخلوق خدا کو آستانۂ وحدت پر جھکانے کی ذمہ واری اپنے کمزور کندھوں پر اٹھائی ہے۔

اگر مسلمان چاہتے۔ تو جمع شدہ سرمایہ سے لنڈن میں کافی شاندار مسجد کھڑی کر سکتے تھے۔ لیکن انہیں اس کی توفیق نہیں مل سکی۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت اور منشاء کے ماتحت ہؤا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے لنڈن میں مسجد تعمیر کرنے کے لئے جدوجہد کی۔ وُہ ظاہریت کی طرف مائل تھے۔ اور لنڈن میں ایک پُرشوکت عمارت تعمیر کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وُہ چونکہ یوروپین تمدن و تہذیب سے اس قدر مرعوب ہوچکے تھے۔ کہ سمجھتے تھے۔ اہلِ انگلستان کے سامنے اگر کوئی نہایت رفیع الشان عمارت کھڑی نہ کی جاسکی۔ تو وُہ اسلام کے متعلق اچھی رائے قائم نہیں کریں گے۔ گویا ان کے پیش نظر صرف ظاہرداری تھی۔ تعمیر مسجد کی اصل غرض یعنی خدا تعالےٰ کی عبادت ان کے مدنظر نہ تھی۔ ورنہ اگر عالم تصور میں وُہ ایمان افروز اور عرفان پرور نظارہ ان کے سامنے ہوتا۔ کہ کس طرح چند ایک غریب لوگ جنہیں تن پوشی کا بھی پورا سامان میسر نہ تھا۔ ایک ایسے چھپر کے نیچے جس کی چھت پر کھجور کے پتے۔ اور ٹہنیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اور جو معمولی سی بارش میں بھی ٹپکنے لگتی تھی۔ اپنے مالک حقیقی کے حضور سربسجود ہونے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور بارش کے دنوں میں جب وُہ سجدہ کرتے ہیں۔ تو ان کی پیشانیاں کیچڑ سے آلودہ ہوجاتی ہیں۔ تو انہیں معلوم ہوجاتا۔ کہ اسلام حقیقت کے مقابلہ میں ظاہری شان و شوکت کو کچھ وقعت نہیں دیتا۔ اور مسجد کی تعمیر میں شان و شوکت کا اظہار ضروری نہیں ؛؛

"شہباز" میں درج شدہ مضمون میں ایک اور بات ہمارے غیر مبایع دوستوں کے لئے بھی قابل غور ہے۔ مقالہ نگار نے" لنڈن سے تیس میل کے فاصلہ پر ووکنگ میں واقعہ شاہجہان مسجد" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے:-

"اس کا صدر دفتر شمالی ہندوستان میں لاہور کے مقام پر واقعہ ہے یہی اس کا انتظام کرتا ہے۔ اور اس کے چلانے کے لئے سرمایہ مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک ماہوار رسالہ اسلامک ریویو بھی شائع کرتا ہے اسے لنڈن میں سنی مسلمانوں کی سرگرمیوں کا مرکز سمجھا جاتا ہے"

یہ اس مشن کا ذکر ہورہا ہے جسے غیر مبائعین اور ان کے امیر صاحب اپنا بہت بڑا کارنامہ بتایا کرتے ہیں۔ اور جس کی بناء پر وُہ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی پیرو وہی ہیں۔ کیونکہ وُہی اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں وُہ دیکھیں۔ کہ کوئی جانتا بھی نہیں۔ کہ ووکنگ میں رہنے والے احمدیت سے کوئی تعلق رکھتے ہیں ؛؛

# مسجد احمدیّہ کوئٹہ کی بُنیاد رکھنے کی تقریب

تمام احباب جماعت کو ۲۴ ظہور ۱۳۲۰ ہش صبح سات اور آٹھ بجے کے درمیان جمع ہونے کی ہدایت کی گئی۔ مقررہ وقت پر تقریبًا تمام احباب حاضر تھے۔ مشورہ لیا گیا۔ کہ جو دو اینٹیں مسجد مبارک کی بوساطت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال حال قائم مقام ناظر اعلےٰ بعد از دعا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ماہ فروری ۱۹۴۱ء میں حاصل ہوئی تھیں انہیں کس جگہ لگایا جائے۔ احبابِ جماعت نے انہیں محراب میں رکھنے کا مشورہ دیا۔ بعد ازاں خاکسار نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وُہ خطبہ جو مسجد فضل لنڈن کے موقعہ پر حضور نے فرمایا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ اور لمبی دُعا کی۔ پھر مذکورہ بالا اینٹوں کے ہمراہ جو خط خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی طرف سے وصول ہوا تھا۔ پڑھا۔ تجویز کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ان اینٹوں کو محراب میں سے جائیں۔ چنانچہ وہاں پر ان دونوں اینٹوں کو رکھا گیا۔ حاجی غلام محمد صاحب۔ بابو محمد اسمٰعیل صاحب معتبر۔ میاں عبدالرحمٰن صاحب یکیلی۔ ڈاکٹر غفور الحق خان صاحب و احمد اللہ خان صاحب دو مال کو اٹھا کر محراب میں لے گئے۔ جہاں میں نے مسجد مبارک کی وُہ اینٹ جو شمال مغربی طرف کی ہے۔ محراب کے مغربی حصہ میں رکھی۔ اور دوسری اینٹ جو مسجد مبارک کی سیڑھیوں کی ہے۔ محراب کے دائیں طرف لگائی۔ اس کے بعد دُوسری اینٹیں ان کے اردگرد صحابہ مذکورنے لگائیں۔ اور دوبارہ دُعا کی گئی۔ اس کے بعد بعض دیگر احباب نے بھی اینٹیں لگائیں۔ اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جو میاں عبدالشکور صاحب کی طرف سے تھی۔

نوٹ:- بعض بیرونی احباب نے مسجد کے لئے امداد کا وعدہ کیا ہؤا ہے۔ مہربانی کر کے جلد ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ؛؛ خاکسار فیض الحق خان امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

# احمدیت محمدیت کا ہی عکس ہے

(۱)

## پیدائش انسانی کا مدعا اور بعثتِ انبیاء

انسان کی پیدائش کا مدعا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا مظہر بنے۔ اخلاق الٰہیہ کے رنگ میں رنگین ہو۔ اسی باعث انسان کائنات عالم میں اشرف و اعلےٰ قرار پایا۔ اور جمیع مخلوقات اس کی خدمت پر مامور کی گئی۔ اس مقصد کی یاددہانی کے لئے ابتداء آفرینش سے انبیاء و مرسلین آتے رہے۔ جس سے اس کی عظمت اور بلندی ظاہر ہے۔ جب کبھی نسل آدم کا بیشتر حصہ اس محور سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹکنے لگ گیا۔ انسانیت کی کشتی فسق و فجور کے بھنور میں گھر گئی خالق و مخلوق کا روحانی رشتہ کٹ گیا۔ اور انسانوں نے حجر و شجر یا حیوانات وغیرھا میں سے کسی کو اپنا معبود قرار دے لیا۔ تب خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک فرستادہ کھلی کھلی آیات کے روشن و چمکتے ہوئے معجزات کے ساتھ کھڑا ہوتا رہا۔ نبی الحاد کے تلاطم خیز تاریک سمندر میں روحانیت کی مضبوط چٹان اور صداقت کا بلند مینار ہوتا ہے وہ مذہب کی کشتی کا ناخدا ہوتا ہے۔ وہ گم گشتہ مخلوق کو پھر خالق کے آستانہ پر جھکاتا۔ قلوب کو نورانی اور اعمال کو پاکیزہ بناتا ہے۔ دلوں میں الفت پیدا کر کے پراگندہ افراد کو سلکِ وحدت میں پروتا ہے۔

نبیوں کی بروقت آمد خدا تعالےٰ کی ہستی پر زندہ دلیل اور مذہب کی سچائی پر قاطع برہان ہوتی ہے۔ جب کسی مذہب سے روحانی طاقت مفقود ہو جائے تو اس کے مردہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ جس محل کا مالک اسے حوادث زمانہ کے تغیرات کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی ترمیم و تجدید نہیں کرتا یا جس چمن کا باغبان اسے برباد کر دینے والے جانوروں اور حشرات سے محفوظ رکھنے کی فکر نہیں کرتا۔ اس محل یا چمن کے ناکارہ و ویران ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔

## انیسویں صدی کا دور

انیسویں صدی عیسوی کا زمانہ اپنے گوناگوں عجائبات کے باعث مذہب کے لئے خطرناک ترین دور تھا۔ ایجادات کی ترقی انسان کو خدا سے غافل کر رہی تھی، مادیت کا دلوں پر غلبہ تھا۔ مذاہب کی گرفت بالکل بے اثر ہو کر رہ گئی تھی۔ مادی تحریکوں نے انسانی نظر کا منتہاء یہ زمین اور اس کی خوبصورتی و آسائش کا حصول قرار دے رکھا تھا۔ کہنے کو لوگ خدا کو مانتے تھے۔ مگر سچ یہ ہے کہ دل ایمان سے خالی تھے۔ اعمال فسق و فجور کا مرقع تھے۔ توحید عنقا ہو رہی تھی۔ تثلیث اور بت پرستی کا رواج بڑھ رہا تھا۔ غرض خدا کی بادشاہت روحانی طور پر زمین سے اٹھ گئی تھی۔ شیطانی فوجیں چپہ چپہ پر مسلط ہو رہی تھیں۔ دوسرے اہل مذاہب کا تو کیا کہنا خود مسلمانوں۔ ہاں توحید حقیقی کے ان علمبرداروں کا بہت بڑا حصہ قبر پرستی اور تعزیہ پرستی کو دین قرار دے رہا تھا۔

الشیخ محمد عبدہ مفتی مصر کہتے ہیں ان الجاھلیۃ الیوم اشد من الجاھلیۃ والضالین فی زمن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (تفسیر المنار جلد ا صفحہ ۲۷)

کہ موجودہ زمانہ کی جاہلیت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کی جاہلیت اور گمراہی سے بھی سخت ہے۔

دین سے غافل اور اسلام سے لاپروا امراء و دولت مند مسلمان عیش و عشرت میں منہمک تھے۔ علماء سرورِ کونین صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جانشینی کے دعویدار علماء کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی تھی۔ وہ خود مصلح کے محتاج تھے ظاہرداری لفظ پرستی۔ نمود و نمائش اور فساد انگیزی ان کا شیوہ تھا۔ ان صفات میں انہوں نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ کے فقیہوں اور فریسیوں کو بھی مات دے دی تھی۔ غرض ایک شدید تاریکی کا زمانہ تھا۔ اور اسلام پر بیکسی کی حالت طاری تھی۔ اس کا روشن اور خوبصورت چہرہ غلط کار اتباع کے اقوال و اعمال کے نتیجہ میں بدنما اور بھیانک بن چکا تھا۔ صدیوں سے دنیائے مذاہب بے آب و گیاہ بن چکی تھی۔ اسلامی عالم آسمانی پانی کے لئے سسکیاں لے رہا تھا۔ مصر کا مذہبی مدبر اور مشہور اخبار نویس دکتور محمد حسین ہیکل ایڈیٹر السیاسۃ لکھتا ہے۔

ولقد تراکم ھذا الجھل علیٰ مرّ القرون وقامت لہ فی نفوس الاجیال تماثیل و اوثان یحتاج تحطیمھا الیٰ قوۃ روحیۃ کبری کقوۃ الاسلام اول ظھورہ (کتاب حیاۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم مطبوعہ ۱۳۵۴ ہجری صہ ۱۲)

یعنی صدیوں سے یہ جہالت تدریجاً راسخ ہو رہی ہے۔ اور اس کے باعث بعد کی نسلوں کے دلوں میں ایسے بت اور معبود بن چکے ہیں۔ کہ جن کے توڑنے کے لئے اسی طرح کی زبردست روحانی قوت درکار ہے۔ جیسی کہ اسلام کے پہلے ظہور کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔

## بعثت مسیح موعود

ان حالات میں تاریکی کا غلبہ آفتاب حقیقت کے طلوع کا مقتضی تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی سنت کے مطابق نبیوں کی پیشگوئیوں کے عین موافق مشرق میں قادیان کے چھوٹے سے گاؤں میں اپنا نور نازل کرے ۱۸۸۲ء کا موسم بہار اسلام کے لئے بہارِ جاودان کا پیغام لے کر آیا۔ جبکہ اللّٰہ تعالےٰ نے اپنے بندے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام سے فرمایا۔

یا احمد بارک اللّٰہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ۔ الرحمٰن علم القراٰن لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم تذکرہ صہ ۴۳)

ترجمہ ”اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا، وہ تو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ تاکہ تو ان لوگوں کو ڈراوے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔“

## احمدیت کیا ہے

احمدیت۔ حضرت احمد علیہ السلام کے بیان فرمودہ اسلامی عقائد آپ کی لائی ہوئی تعلیمات آپ کے کامل اسلامی نمونہ کی پُرنور تجلیات کا نام ہے۔ احمدیت دیگر فرقوں کی طرح کوئی فرقہ نہیں نہ ہی اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب کی طرح کوئی نیا دین ہے۔ وہ تو اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور دین برحق کے احیاء کا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام یحیی الدین ویقیم الشریعۃ (تذکرہ صہ ۶۹) اس پر نص ہے۔ کہ آپ کا مشن اسلام کو دوبارہ زندہ کرنا اور شریعت محمدی کو ازسرنو قائم کرنا ہے۔ حضور خود تحریر فرماتے ہیں۔ ”مسیح کا آنا اس لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ کہ تا تمام قوموں پر دین اسلام کی سچائی کی حجت پوری کرے۔ تا دنیا کی ساری قوموں پر خدا تعالےٰ کا الزام وارد ہو جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو کہا گیا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مرینگے۔ یعنی دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کی رو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسرا کام مسیح کا یہ ہے۔ کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بے جا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے۔ خلق اللّٰہ کے سامنے رکھے۔ تیسرا کام مسیح کا یہ ہے۔ کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے۔ اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔ سو یہ تینوں کام خدا تعالےٰ نے اس عاجز کے سپرد کئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام تقطیع کلاں صہ ۲۷)

اس اقتباس سے احمدیت کی حقیقت اور اسکے اغراض پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

سب نبی خدا کے مظہر اور حمد الٰہی کے قیام کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ مگر کامل مظہر اور اتم بروز صفات الٰہیہ کے صرف سیدنا و مولنا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لئے آپ کا نام خدا تعالےٰ نے **محمد** رکھا۔ پہلے انبیاء بے شک قصر روحانیت کی ضروری اینٹیں اور اس مقدس عمارت کے قیمتی پتھر تھے۔ لیکن کونے کا پتھر یا ساری نبوتوں کا منتہا صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ محمدیت شان خداوندی کا کامل ظہور ہے۔ اس ظہور کے بعد موسویت یا عیسویت کا انتظار عبث ہے۔ اب رہتی دنیا تک محمدیت کی تجلیات ہی عالم کو روشن کریں گی۔ اور اسلام کے ذریعہ ہی حمد الٰہی کے ترانے گائے جائیں گے۔

## سرور دو عالم کی بعثت

محمدیت کے دو پہلو ہیں (۱) جلالی ظہور (۲) جمالی ظہور۔ ساڑھے تیرہ سو برس گزرے کہ وادیٔ بطحاء میں "پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار" ظاہر ہوا اس نور نے دنیا کو منور کر دیا۔ بت سرنگوں ہو گئے۔ اور بت پرست شرمندہ عرب کی کایا پلٹ دی۔ اور ساری دنیا کے مُردوں کو زندگی بخش پانی سے زندہ کر دیا۔ خدا کی حمد پہاڑوں پہ بھی ہوئی اور وادیوں میں بھی جنگل کے بسنے والے بھی اس کی حمد کے ترانے گاتے تھے۔ اور جزائر کے باشندے بھی اس کی ستائش میں رطب اللسان تھے۔ محمدیت کا یہ پہلو جلالی ظہور کا مظہر تھا۔ اسلام کا مقدس بانی ایک پہلوان کی طرح دس ہزار قدوسیوں سمیت نعرہ تکبیر لگا رہا ہے۔ اور توحید حق کی سطوت و جبروت کے سامنے سب مصنوعی خدا خس و خاشاک کی طرح اڑ رہے ہیں۔ دنیا نے یہ نظارہ دیکھا۔ اور وحدت ذات باری کے آگے جھک گئی۔

## نیا آسمان اور نئی زمین

اس پرکیف و ہیبت زا نظارہ پر جب ایک ہزار برس اور کچھ صدیاں گزر گئیں تو لوگ پھر زندہ و توانا خدا سے نا آشنا ہو گئے۔ بیرونی و اندرونی بتوں نے انسان کے خانۂ دل پہ قبضہ کر لیا۔ تب وقت آ گیا۔ کہ قرآنی وعدہ کے مطابق محمدیت کے دوسرے یعنی جمالی ظہور کے ذریعہ قلوب کی زمین کو پاک کیا جائے اور ایمان کی بستی کو آباد کیا جائے۔ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں

"خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مر گئی۔ یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے۔ گویا مر گئے۔ کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا۔ اور گزشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا نے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنائے وہ کیا ہے نیا آسمان اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جنکو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہو گا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں" (کشتی نوح صـ)

پس احمدیت دراصل محمدیت کا ہی عکس ہے۔ محمدیت اور احمدیت میں کوئی دوئی نہیں۔ محمدیت آئینۂ جلال میں اسلام کے ظہور کا نام ہے۔ اور احمدیت آئینۂ جمال میں۔ سورج اور چاند میں دونوں جگہ نور خداوندی ہی جلوہ گر ہے۔ سورج میں بلا واسطہ۔ اور چاند میں بالواسطہ وہی نور جلوہ فگن ہے۔ ایک جگہ جلالی ظہور ہے۔ دوسری جگہ جمالی ظہور۔ اسی بناء پہ محمدی اور احمدی ظہور میں تفریق کرنا کوتہ نظری اور کم علمی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

لیک آئینہ ام ز رب غنی
از پئے صورت مہ مدنی

خاکسار۔ ابوالعطاء جالندھری

---

# ضرورت

ایک احمدی دوست کو ایک کمپونڈر۔ ایک موٹر ڈرائیور اور ایک ڈینٹسٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔ خواہشمند احباب درخواستیں جلد مقامی عہدیداران کی سفارشات کے ساتھ نظارت ہذا میں ارسال فرمائیں۔

نظارت امور عامہ قادیان

---

# مسئلہ کفر و اسلام اور جناب مولوی محمد علی صاحب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک الہام ؎

"چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند"

کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"دور خسروی سے مراد اس عاجز کا عہد دعوت ہے۔ مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں۔ بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے۔ جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنی اس الہام کا یہ ہے۔ کہ جب دور خسروی یعنے دور مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ تو اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔ جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں۔ اور میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی ہے اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف باسلام ہوئی"

(تجلیات الٰہیہ صـ۳)

اس عبارت سے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں استدلال کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"اب یہ کتنی واضح بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ حقیقی مسلمان وہ ہیں جو مجھ پہ ایمان لاتے ہیں۔ باقی سب ظاہری مسلمان ہیں۔ اور یہی ہم کہتے ہیں" (الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۴۱ء)

## مولوی محمد علی صاحب کی تاویل

لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو دیکھا کہ یہ عبارت مسئلہ کفر و اسلام کے بارہ میں ان کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے تو فوراً اس کی یہ تاویل پیش کر دی کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ آپ پہ ایمان لانے سے ظاہری مسلمان حقیقی مسلمان بن رہے ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ ایک مسلمان "معاصی یعنی اللہ اور رسول کی نافرمانی سے توبہ کر کے حقیقی مسلمان بنتا ہے" (پیغام صلح ۱۸ اگست صـ) اس تاویل سے جناب مولوی صاحب یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ ایمان لانے اور آپ کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف معاصی سے توبہ کر لینا کافی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے اپنا ایک مامور مبعوث فرمایا۔ تو پھر اس کے ذریعہ معاصی سے توبہ اس پہ ایمان لانے کے بغیر کیسے ممکن ہے اور اگر معاصی سے توبہ اس مامور پہ ایمان لانے کے بغیر ہو سکتی ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے مامور کی آمد کی کیا ضرورت تھی۔ جناب مولوی صاحب بیشک تاویل کریں۔ لیکن تاویل ایسی تو ہو جو اپنے اندر معقولیت اور مناسبت رکھتی ہو۔ اب یہ تاویل کس قدر مضحکہ خیز اور غیر مناسب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذریعہ "جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے" لیکن مولوی محمد علی صاحب اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد معاصی سے توبہ کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ حالانکہ اگر وہ پوری عبارت پر غور کرتے تو ان پہ واضح ہو جاتا کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن مسلمانوں کو حقیقی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ وہ وہی ہیں جو آپ پہ ایمان لاتے اور آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں :-

"میرے ہاتھ پہ چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف باسلام ہوئی" (تجلیات الٰہیہ صـ۳)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں

(۱) جو مسلمان حقیقی مسلمان بنتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "ہاتھ پہ" یعنی آپ کی بیعت کر کے اور آپ کے ذریعہ یہ تبدیلی پیدا کرتے ہیں (۲) ان حقیقی مسلمانوں کی تعداد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کے وقت چار لاکھ تھی (۳) ہندوؤں اور انگریزوں کی ایک جماعت بھی آپ کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئی

اب ان تینوں باتوں پر غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حقیقی مسلمان وہی لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے تھے کیونکہ ان کی تعداد آپ نے چار لاکھ بتائی ہے اور یہ وہی تعداد ہے جو آپ پر ایمان لانے والوں اور بیعت کرنے والوں کی تھی۔ ایسے ہی ہندوؤں اور انگریزوں کی ایک جماعت کا جو ذکر فرمایا تو یہ بھی وہی لوگ تھے جو آپ کے ذریعہ سے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام میں داخل ہوئے۔ غرض اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عبارت میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہی ہیں جو آپ پر ایمان لانے والے اور آپ کی بیعت کرنے والے تھے۔

## ایک اور حوالہ

علاوہ ازیں ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ہزار ہا شکر کا یہ مقام کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۷)

اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب کی تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ یہاں پر معاصی کے لفظ کی بجائے کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے سے پہلے یہ لوگ کفر کی حالت میں گرفتار تھے اور اب آپ کے ذریعہ حقیقی مسلمان بنے تھے۔

## بعض دیگر حوالجات

جناب مولوی محمد علی صاحب کے اعتراضات کے جواب دینے کے بعد اب میں بعض دیگر حوالجات پیش کرتا ہوں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے اور آپ کی بیعت کرنے سے ہی انسان حقیقی مسلمان بن سکتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) "اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آ جاویں۔ اور اس مطلب کے واسطے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا میں قائم کروں"۔ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے)

(۲) خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک وہ قابل مواخذہ ہے۔ (الذکر الحکیم صفحہ ۲۴)

(۳) "خدا تعالیٰ نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہیگا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ"

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے"۔ (اشتہار معیار الاخیار ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی"۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۸۹ حاشیہ)

ان تمام حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے وہ ہرگز حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور خدا تعالیٰ انہیں مسلمان نہیں سمجھتا۔ ان حوالجات سے مولوی محمد علی صاحب کی یہ تحدی بھی ٹوٹ گئی جو انہوں نے اپنے مضمون میں کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے سے "حقیقی مسلمان ہونا تو ایک طرف رہا حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی تحریر سے یہ دکھا دیں کہ آپ نے لکھا ہو کہ میری نبوت پر ایمان لانے سے انسان ظاہری مسلمان بنتا ہے" (پیغام صلح ۸ اگست صفحہ ۴) جناب مولوی صاحب! بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے سے انسان ظاہری مسلمان تو نہیں بنتا۔ لیکن حقیقی مسلمان بن سکتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات کا ایک ایک لفظ اس کی تائید کر رہا ہے جن میں آپ نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو قبول نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے اور آپ حقیقی اسلام کو قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں اور خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو شخص آپ کی بیعت نہیں کرتا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے

## مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو دعوت اسلام

آخر میں جو حوالہ پیش کیا گیا ہے وہ آپ کے بہت زیادہ غور کرنے کے قابل ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی" کتنا زبردست اور کتنا واضح حوالہ ہے۔ کہ غیر مقلدین کے سب سے بڑے عالم کو جو اپنے آپ کو پکا مسلمان سمجھتے اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب اس حوالہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے وہ اس کی تاویل کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ ان الفاظ کو دیکھیں۔ اور کیا دیگر غیر مبایعین حق و صداقت میں امتیاز کرنے کی خاطر اس عبارت پر خلوص دل سے توجہ کریں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل حدیث کے مشہور اور چوٹی کے عالم کو دین اسلام کی طرف بلاتے ہیں کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا اور کلمہ گو نہیں تھا اور کیا وہ مسلمانوں کے ایک مشہور فرقہ کا بہت بڑا عالم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جب یہ سب کچھ تھا تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسے یہ کہنا کہ تم مسلمان ہو جاؤ کیا معنی رکھتا ہے۔ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! اس عبارت میں تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں حقیقت نمایاں اور مطلب واضح ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک کوئی شخص خواہ وہ عالم ہو یا غیر عالم حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے آپ سمجھ نہ سکیں۔ بلکہ آپ اور آپ کے "امیر" جناب مولوی محمد علی صاحب اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ اس وقت جو مسلمان ہیں وہ جب تک اس زمانہ کے امام کو نہ مانیں فاسق اور مردہ مسلمان ہیں جب حقیقت یہ ہے تو پھر ایسی حالت میں یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے۔ کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر ہی کوئی انسان حقیقی اسلام کو اختیار کر سکے۔ وما علینا الا البلاغ۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

(خاکسار:۔ ملک محمد عبد اللہ قادیان)

## مولوی ابو الفضل محمود صاحب کو آئندہ چندہ لینے کی اجازت نہیں

سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ احمدیہ لٹریچر کی مفت اشاعت کے لئے جو حضور نے مولوی ابو الفضل محمود صاحب کو چندہ لینے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ وہ حضور نے بعض اخلاقی اور انتظامی وجوہ کی بناء پر منسوخ کر دی ہے اور فرمایا ہے۔ کہ اس امر کا اعلان کر دیا جائے۔ لہذا آئندہ مولوی صاحب موصوف کو کوئی چندہ نہ دیا جائے۔

(ناظر بیت المال)

## درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ

درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ (مبلغین کلاس) کا داخلہ عنقریب ہونے والا ہے جامعہ احمدیہ کے مولوی فاضل طلباء جو درجہ ثالثہ میں داخل ہونا چاہیں۔ اپنی درخواستیں ۱۲ ستمبر ۱۹۴۱ء تک (۳۲۰ اہش) تک دفتر ہذا میں بھجوا دیں طلباء کو ایک بورڈ کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ انٹرویو کی تاریخ سے بعد میں تمام امیدواران کو مطلع کر دیا جائیگا

(ناظر تعلیم و تربیت)